بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی
بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی

ید اللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی
لاجماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی
نگران اعلیٰ: عارف سلمان روپڑی

جلد 54 | جمعۃ المبارک 26 رجب 1431ھ 9 تا 15 جولائی 10ء | شمارہ 27 | فون 7656730 / 7659847

شرک ناقابل معافی جرم ہے!

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ ''اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ''

شرک پر خاتمہ ہو تو قطعاً نجات ممکن ہی نہیں۔ چاہے وہ ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر ہو، یا نوح علیہ السلام کا بیٹا ہو، یا رحمت اللعالمین ﷺ کا چچا ابوطالب کیوں نہ ہو، غرض کہ اللہ کو واحد و یکتا، حاجت روا، مشکل کشا نہ ماننے والے انسان کی نجات ممکن نہیں۔ ہاں! اگر اس نے حقیقی توبہ نہ کی ہو۔ بخاری میں یہ واقعہ موجود ہے کہ قیامت والے دن ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر اپنے بیٹے ابراہیمؑ سے کہے گا کہ بیٹا آج کچھ کرو، بڑا سختی کا دن ہے، ابراہیمؑ اپنے رب کے حضور عرض کریں گے کہ اے اللہ تو نے کہا تھا کہ قیامت کے دن تجھے (ابراہیم کو) شرمندہ نہیں کروں گا۔ تو آج میرے باپ کو جہنم میں نہ ڈال۔ اللہ کہیں گے ابراہیمؑ! اپنے پاؤں کی طرف دیکھو تو وہ اپنے باپ کو مٹی میں لت پت بجو کی شکل میں دیکھیں گے تو اس کیچڑ میں لتھڑے بجو (آزر کو) جہنم میں جھونک دیا جائیگا۔ [خلاصہ حدیث و مفہوم صحیح بخاری]

یہ شیطان کا فریب ہی ہے کہ وہ لوگوں کو بتوں کے آگے جھکا دے یا قبر سے امیدیں وابستہ کرا دے۔ گاؤ ماتا کا پجاری بنا دے یا بیل باپو سے محبت کرا دے، کسی کو آستانے سے دل لگا دے، کسی کو لعل شہباز قلندر کا مستانہ کر دے، کسی کو طوطی شاہ کا گدی نشین کر دے، کسی شجر و حجر، زندے مردے میں کوئی کرشمہ دکھا دے، کسی حکومتی ایوان سے مرعوب کرا دے یا نام نہاد سپر پاور کے ایوانوں میں غلام بنا کر جھکا دے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا تھا وہ آگ میں داخل ہوگا۔ [صحیح بخاری]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! تو دنیا بھر کے گناہ ساتھ لے کر مجھ سے ملے گا مگر میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں دنیا بھر کی بخشش کے ساتھ تجھ سے ملوں گا۔ [ترمذی الدعوات؛ مسند احمد]

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.info

درس حدیث

حافظ عمران ظہور

کاش! ہمیں بھی یہ دولت نصیب ہو جائے!

عن النعمٰن بن بشیر یقول قال رسول اللہ ﷺ تری المؤمنین فی تراحمھم وتوادھم وتعاطفھم کمثل الجسد اذااشتکیٰ عضواتداعی لہ سائرجسدہ بالسھر والحمّٰی .[صحیح بخاری ج۲،ص ۸۸۹ باب رحمة الناس والبھائم]

سیدنانعمان بن بشیررضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایاتوباہمی رحمدلی میں، محبت میں اور باہمی شفقت کرنے میں مؤمنوں کوجسم کی طرح دیکھے گا کہ جب ایک عضوکوتکلیف محسوس ہوتی ہے توساراجسم اس کی وجہ سے بیداراور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔

ایک دوسرے کا احساس، ایک دوسرے کاخیال رکھنااورایک دوسرے سے محبت، شفقت کرنااسلام کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہے۔باہمی تعاون کرنے کااسلام نے کئی مقامات پرحکم دیاہےاوراس کی بڑی فضلیت اوراہمیت بیان کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کافرمان ہے:وتعاونواعلی البروالتقویٰ.[المائدہ: ۲]''اور نیکی اور (تقویٰ کے کاموں) میں ایک دوسرے کا تعاون کرو''

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا:"واللہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون أخیہ"

جب تک آدمی اپنے بھائی کی مدد میں رہتاہےاس وقت تک اللہ اس آدمی کی مدد کرتا رہتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں بھی اسی چیز کی تعلیم کی دی گئی ہے کہ مومن لوگ آپس میں اس قدر رحم دل ہوتے ہیں، اس قدر آپس میں محبت کرنے والے اوراس قدرمہربان ہیں کہ جس طرح جسم کے ایک عضو میں درد ہوتی ہے لیکن پوراجسم اس بیمار عضو کی وجہ سے بیمار ہوجاتا ہے اور بیداررہتاہے یہی نقشہ مومنین کااللہ عزوجل نے فرقان حمید میں کھینچاہے۔"رحماء بینھم "وہ آپس میں رحم دل ہیں۔اور فرمایا:

"ویؤثرون علی انفسھم ولوکان بھم خصاصة "وہ ایسے لوگ ہیں جواپنےاوپردوسروں کوترجیح دیتے ہیں اگرچہ خودان کوبھی حاجت ہو۔

لیکن افسوس صدافسوس!کہ آج کا مسلمان کتنا خودغرض اور بے حس ہوچکاہے۔اپنے آپ کواسلام کاعلمبردار کہلانے والے لوگ اپنے معاشرے میں موجودحاجت مندوں کاتعاون کرنےکوتیارنہیں۔ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی مجبوری وپریشانی کوسمجھنے کے لیے تیارنہیں۔

ویسے توعقلمند کے لیے اشارہ ہی کافی ہے لیکن میں یہ بتاناضروری سمجھتاہوں کہ جب تک مومنوں میں صحابہؓ جیسا ایثار، قربانی کا جذبہ، باہمی الفت ومحبت، باہمی احساس، لوٹ کرنہیں آئے گا اس وقت تک مسلمانوں کاکھویاہواوقار، کھوئی ہوئی عزت، لٹی ہوئی حکومت اور تھرتھرادینے والا رعب اوردبدبہ واپس نہیں آسکتا۔

؎ شاید کہ اتر جائے ترے دل میں بات

اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ اللہ رب العزت ہمیں ایک دوسرے کااحساس کرنے کاجذبہ عطافرمائے۔آمین

☆..........☆..........☆

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث
لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 27
26 رجب ☆ 1431ھ
9 جولائی ☆ 2010ء
C.P.L. - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس: 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر : پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی.
نائب مدیر انتظامی: مولانا محمد جابر حسین
معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر : شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ: وقار عظیم بھٹی
0301-4002662

فہرست

اداریہ 3
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ آل عمران 6
ارباب دینی مدارس...... 9
عقیدۂ توحید کی...... 12
قصوروار کون؟ 14
جماعتی خبریں 17

زرتعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

مولانا عبداللطیف حلیم

دہشت گرد کون ہے؟

علی بن عثمان ہجویری کے دربار پر بروز جمعرات یکم جولائی کو یکے بعد دیگرے 3 تین خودکش دھماکے ہوئے جس سے 45 افراد لقمہ اجل بن گئے اور 200 زخمی ہو گئے۔ لاہور کی تاریخ کا یہ بہت بڑا سانحہ ہے، فوت شدگان کی لاشیں بکھر گئیں اور جسم کے لوتھڑے دور دور تک جا گرے۔ دربار کا فرش خون سے رنگین ہو گیا۔ حملہ آوروں کی تعداد پانچ تھی، تین نے خود کو دھماکے سے اڑا لیا ایک اطلاع کے مطابق دو روز قبل دہشت گردوں نے دربار کو نشانہ بنانے کی دھمکی دی تھی اس کے باوجود ممکنہ حفاظتی اقدامات نہیں کیے گئے۔ جس کے باعث دہشت گرد نہ صرف دربار کے احاطے تک پہنچ گئے بلکہ تہہ خانے تک پہنچ کر اپنے مذموم عزائم میں کامیاب ہو گئے۔

10 کلو بارود کی جیکٹوں اور دوسرے اسلحہ کے ساتھ دہشت گرد دربار کے اندر کیسے گھسنے میں کامیاب ہو گئے۔ دربار پر پولیس کے ساتھ ساتھ حفاظتی انتظامات" کے لیے محکمہ اوقاف کے گارڈ بھی تعینات تھے کیا یہ لوگ حفاظتی انتظامات سے غافل ہو گئے تھے؟ اگر ایسا ہوا ہے اور یقیناً ہوا ہے، تو یہ افسوس ناک بات ہے۔

تقریباً ہر دفعہ دہشت گرد اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور ہمارے سیکورٹی انتظامات ناکام ہو جاتے ہیں۔ اتنے ناکے لگانے کے باوجود دشمن اصل ٹارگٹ تک پہنچتا ہے۔ لیکن ناکوں پر سوائے عوام کو پریشان کرنے کے مقاصد حاصل نہیں ہوتے۔ پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ رحمٰن ملک (وزیر داخلہ) نے اس خوفناک سانحہ میں طالبان کو ملوث قرار نہیں دیا۔ ورگرنہ وہ اکثر قبائلی طالبان سے ہٹ کر پنجابی طالبان کی رٹ بھی لگانے لگ گئے تھے اور مبینہ طالبان کی طرف سے اس کی ذمہ داری بھی قبول نہیں کی گئی۔

گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے اس موقع پر یوں خامہ فرسائی کی کہ الزام نہیں لگاتا مگر حملوں کی ذمہ داری وزیر اعلیٰ پنجاب پر عائد ہوتی ہے۔ گورنر پنجاب کوئی بھی موقع ضائع نہیں جانے دیتے کہ وہ ضرور پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے پیچھے ہاتھ دھو کر لگے ہوئے ہیں۔ کاش کہ میاں شہباز شریف گورنر کے لیے سوا کروڑ کی گاڑی کے لیے دستخط کر دیتے گورنر کے طعنوں سے بچ جاتے۔

ایسی کاروائی کوئی مسلمان شخص نہیں کرسکتا ہے۔ جس میں انسانیت کی ذرہ بھر رمق بھی موجود ہو یہ تو انسانی شکل درندوں کا کام ہے۔ جو اپنے مذموم مقاصد کی خاطر انسانوں کا خون کردیتے ہیں۔ خودکش حملوں کی وباء ہمارے ملک میں 11/9 کے بعد امریکہ کے فرنٹ لائن کے اتحادی بننے اور امریکی مفاد کی جنگ لڑنے کے بعد پھیلی۔ آہستہ آہستہ امریکہ یہ جنگ ہمارے ملک میں بھی لے آیا۔ آج ایک طرف ہماری فوج، قبائلی علاقوں میں اپنے ہی ملک کے باشندوں سے نبرد آزما ہے اور دوسری طرف امریکی ڈرون بھی وقفے وقفے سے حملے کرکے بچوں اور خواتین سمیت تمام لوگوں کو خاک اور خون میں ملا دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بھارت اور اسرائیل بھی اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کررہے ہیں۔

بھارت افغانستان میں اپنے قونصل خانوں سے اپنے ایجنٹوں اور پاکستان دشمنوں کے اندر اسلحہ اور رقومات تقسیم کر رہا ہے وہاں ایک طرف ڈرون حملوں کی وجہ سے مرنے والوں کے لواحقین انتقام لینے کے لیے خودکش حملے کرتے ہیں تو دوسری طرف بھارت پاکستان میں شورش اور بدامنی پھیلانے کے لیے اپنے آدمی بھیجتا رہتا ہے۔ آج امریکہ افغانستان سے اپنی جنگ سمیٹنے پر آ گیا ہے اس کی اسرائیل اور بھارت کو بہت زیادہ تکلیف ہے۔ اسرائیل اور بھارت چاہتے ہیں کہ امریکہ اگر افغانستان سے چلا بھی جائے تو پاکستان میں آپریشن جاری رکھنے کے لیے پاکستان پر زور دے۔ امریکہ خود بھی یہی چاہتا ہے کہ پاکستان میں آپریشن جاری رکھوا کر ایٹمی پلانٹ تک رسائی حاصل کرسکے۔ آج پنجاب میں حملے کروانے کا ایک مقصد تو یہ ہے پنجاب میں آپریشن کا جواز پیدا کیا جاسکے۔ اسی لیے پنجابی طالبان کی اصطلاع نکالی گئی۔

دوسری طرف مذہبی اجتماعات میں خودکش حملے کروانے کا شیطانی اتحاد ثلاثہ کا مقصد فرقہ واریت کو ہوا دینا ہے، تاکہ ملک پاکستان کے شورش انداز اور بدامنی پیدا کی جائے تاکہ مذہبی طور پر لوگوں کو لڑایا جائے۔ بھارت کے اندر بھی مختلف مساجد پر اسی طرح کے حملے ہوئے جس میں بھارتی شدت پسند ملوث پائے گئے۔ جب تک حکمران اپنے دشمن کو نہیں پہچانیں گے اس وقت تک دہشت گردی پر قابو پانا نہایت مشکل ہے۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ امریکی ڈرون حملے فوراً بند کروائے جائیں۔ امریکہ کو دوٹوک یہ کہہ دینا چاہیے کہ ہم تیری جنگ نہیں لڑ سکتے اور طالبان کے ساتھ مذاکرات کیے جائیں۔ فوج وہاں سے واپس بلائی جائے اور اسے پاک بھارت سرحد پر بھیجا جائے تاکہ ہمارے دشمن بھارت کی دہشت گردی کا صحیح معنوں میں تدارک کیا جاسکے۔

داتا کون؟

جس مقام پر دہشت گردی کا حالیہ سانحہ ہوا ہے لوگوں میں داتا دربار کے نام سے مشہور ہے۔ داتا کے معنی دینے والا (فیروز اللغات ۶۰۵) حالانکہ دینے والا تو صرف اللہ ہے۔ فرمان رب العالمین ہے: اللہ کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے جسے چاہے بیٹے دیتا ہے، جسے چاہتا بیٹے اور بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہے بانجھ رکھتا ہے بے شک وہ جاننے والا قدرت رکھنے والا ہے۔ [الشوریٰ ۴۹، ۵۰]

3 جولائی 2010ء کے نوائے وقت کے اداریہ میں یہ بات لکھی ہے، داتا دربار مرجع خلائق ہے جہاں لوگ فیض حاصل کرنے اور ریاضت کے لیے آتے ہیں۔ اس کے علاوہ کالم نگاروں نے بھی لفظ داتا کو خوب استعمال کیا۔ جہاں پر دہشت گردی کا یہ واقعہ قابل مذمت ہے، وہاں پر مخلوق میں سے کسی کو داتا کہنا اس سے بھی زیادہ قابل مذمت ہے اور کسی قبر پر مزار اور قبہ بنانا شریعت کے منافی ہے۔

کیونکہ رسول کریم ﷺ نے پکی قبر بنانے سے منع فرمایا۔ قبر کے اوپر مجاور بن کر بیٹھنے سے روکا۔ بجائے اس کے فوت شدگان کے مزارات تعمیر کیے جائیں اور وہاں میلے لگائے جائیں اور مزاروں پر دھمال، قوالی اور موسیقی کا دور دورہ کیا جائے، قبروں والوں کو داتا اور غریب نواز کہا جائے یہ عقیدہ بھی شرکیہ عقیدہ ہے اور قابل مذمت ہے۔ رسول کریم ﷺ نے آخری بیماری کی شدت کے اندر فرمایا: "لعن الله اليهود والنصارىٰ اتخذوا القبور انبياء هم وصالحيهم مساجد." "اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ جنہوں نے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔" "اللهم لا تجعل قبرى عيدا." "اے اللہ میری قبر کو عید گاہ (لوگوں کے اجتماع کی جگہ) نہ بنانا۔"

جب اللہ کے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ نہیں ہوسکتا اور قبروں کے پاس اکٹھے ہو کر نہیں بیٹھا جاسکتا تو عام لوگوں کی قبروں کے ساتھ یہ سلوک کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمارا عقیدہ صحیح فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

الاستفتاء

مفتی عبید اللہ خان عفیف

اسلامی عقیدہ اور اس کی اہمیت

اسلامی عقیدہ اور اس کی تعریف:

عقیدہ توحید پر گفتگو کرنے سے قبل عقیدہ کی تعریف پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

عقیدہ عام کی تعریف:

ھی الایمان الحازم وحکم القاطع الذی لایطرق الیه الشک وھی ما یؤمن الانسان ویعقد علیه ضمیره ویتخذه مذھبا ودینا بغض البصر عن صحته من عدمھا. [العقائد]

''عقیدہ اس کامل یقین اور حکم قطعی کو کہتے ہیں جس میں اعتقاد رکھنے والے میں کوئی شک اور تردد نہیں ہوتا۔ جس پر انسان ایمان لاتا ہے اور اس کو بطور مذہب اور دین اختیار کرتا ہے اور اسکی صحت پر بالکل مطمئن ہوتا ہے۔''

دکتور ابراہیم عقیدہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

العقیدة الحکم الذی لایقبل الشک فیه لدی معتقده وفی الدین مایقصد به الاعتقاد دون العمل کعقیدة وجود الله وبعثة الرسل. [المعجم الوسیط ج ۲، ص ۶۱۴]

''عقیدہ اس حکم کو کہتے ہیں جس میں اعتقاد رکھنے والے کو کوئی شک نہ ہو اور دین میں عقیدہ کا معنی پسندیدہ نظریہ کی دل میں ایسی گرہ باندھنا جو شک کے سوا ہو۔''

عام عقیدہ کی تعریف کے بعد اسلامی عقیدہ کی مفصل تعریف یوں ہے:

ھی الایمان الجازم بالله وملائکته وکتبه ورسله والیوم الآخر والقدر خیره وشره بکل ماجاء فی القرآن الکریم والسنة الصحیحة من اقوال الدین وامورہ واخباره وما اجمع علیه السلف الصالح التسلیم لله فی الحکم والامر والقدر الشرع ولرسوله ﷺ بالطاعة والتحکیم والاتباع. [العقائد]

''پختہ ایمان لانا اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اسکی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخری دن قیامت پر، اچھی بری تقدیر پر اور دین کے ان تمام اصولوں اور حکموں پر ایمان لانا جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں بیان کیے گئے ہیں، اور ماضی رفتہ کی خبروں اور مستقبل کے بارے پیشگوئیوں کے تصدیق کرنا اور سلف صالح کے اجماع کو صحیح سمجھنا، اللہ کے جملہ احکام واوامر، تقدیر، شرع اسلام اور رسول اللہ ﷺ کو خصومات میں حکم تسلیم کر کے ان کی غیر مشروط اطاعت اور پیروی کرنے کا نام عقیدہ اسلام ہے اور اس عقیدہ کو صدق دل سے قبول کیے بغیر انسان دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔''

اسلامی عقیدہ اور اس کی اہمیت:

عقیدہ کا علم دوسرے تمام مطلوب علوم سے اعلیٰ اور سب سے بلند مرتبہ ہے۔ عقیدہ کی تعلیم اور اس کی طرف دعوت دینا دوسرے تمام اسلامی مقاصد پر مقدم اور سب سے اہم ہے اور سب فرضوں سے بڑا فریضہ ہے۔ افراد اور جماعت کی بہتری، عزت اور دارین کی فلاح فوز نہ صرف اس کے فہم پر مبنی ہے بلکہ اس کو جان کر مکمل طور پر اپنا لینے کے ساتھ مشروط اور وابستہ ہے۔ اس کو اہمیت نہ دینا اور اس کے تقاضوں سے انحراف واغماض پرلے درجہ کی شقاوت، نری ذلت اور سراسر خسارے کا موجب ہے۔ ماضی رفتہ میں امت مسلمہ کی ترقی، اسلامی شکوہ اور اسلامی فتوحات کا موجب اور حالیہ تنزل اور ادبار کا واحد سبب یہی عقیدہ ہے۔

جب تک امت مسلمہ عقیدہ توحید کے فروغ اور اقامت دین کے فریضہ سے سبکدوش رہی اس کی شان وشوکت بڑھتی چلی گئی۔ اسلامی جہاد کی بدولت اسلامی ریاست کی وسعتوں سے اس کے دشمن تھر تھرا کر رہ گئے کسریٰ وقیصر کی دھجیاں فضا میں اڑ گئیں، ترکی کا خاقان اعظم قتل کر دیا گیا یورپ کے کلیساؤں میں اذانیں پڑھی جانے لگیں۔

براعظم ایشیا، براعظم افریقہ، کے اکثر ممالک فتح ہو گئے افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں اور خوفناک جنگلوں میں قیروان کی چھاؤنی تعمیر کی گئی، خلیفہ ولید بن عبد الملک متوفی ۹۵ ہجری کے عہد میں سندھ اور ملتان اور اندلس فتح ہو گئے۔ [بقیہ صفحہ نمبر 8]

تفسیر سورۃ آل عمران

(قسط نمبر 35) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ o
وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ o

"کسی بشر کو یہ زیب نہیں دیتا کہ جب اللہ تعالیٰ اس کو کتاب، حکمت اور نبوت عطا فرمائے، پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ (وہ تو صرف یہی کہے گا کہ) تم اللہ تعالیٰ کے (بندے) بن جاؤ۔ اس وجہ سے کہ تم (اللہ تعالیٰ کی) کتاب کو پڑھاتے بھی رہتے ہو اور پڑھتے بھی رہتے ہو۔" (۷۹)
اور نہ ہی وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب ٹھہرا لینے کا حکم دے گا۔ کیا تمہارے مسلمان ہو جانے کے بعد وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا؟" (۸۰)

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْحُكْمَ :	حکومت۔
كُوْنُوْا :	تم ہو جاؤ۔
رَبّٰنِيّٖنَ :	اللہ والے۔
تُعَلِّمُوْنَ :	تم سکھاتے ہو۔
تَدْرُسُوْنَ :	تم پڑھتے ہو۔
اَرْبَابًا :	پروردگار، جمع رب کی۔

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے بعض گروہوں کی بری عادات (جو احکام اللہ کی طرف سے نازل نہیں کیے گئے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ سمجھنا وغیرہ) کا تذکرہ کرتے ہوئے ان آیات میں بھی ان کی باقی ماندہ کچھ بری عادات (انبیاء کے ذمے جھوٹ لگا کر کہنا کہ انہوں نے ہمیں اپنی عبادت کا حکم دیا ہے) کو بیان فرما کر اس قبیح عادت کی کھلے عام سخت الفاظ میں تردید کی ہے۔

شانِ نزول:

تفسیر ابن ابی حاتم میں ارشاد ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس یہودی اور نجران کے عیسائی جمع ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں قبولِ اسلام کی دعوت دی۔ تو یہود کہنے لگے کیا آپ چاہتے ہیں کہ جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کی، ہم بھی اسی طرح آپ کی عبادت کریں۔

یہ سن کر نجران کے ایک عیسائی (جسے آئیس کہا جاتا تھا) نے بھی یہی کہا کیا آپ کی یہی خواہش ہے اور اسی کی طرف آپ ہمیں دعوت دینا چاہتے ہیں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّعْبُدَ غَيْرَ اللّٰهِ اَوْ فَاٰمُرَ بِعِبَادَةِ غَيْرِهٖ مَا بِذٰلِكَ بَعَثَنِيْ وَلَا اَمَرَنِيْ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ ذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِمَا وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذَا اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ.

اللہ تعالیٰ کی پناہ! نہ تو ہم خود اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کریں گے اور نہ ہی کسی دوسرے کو غیر اللہ کی عبادت کا حکم دیں گے، میری بعثت کا مقصد یہ نہیں (کہ غیر اللہ کی عبادت کی طرف بلاؤں) اور نہ ہی مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

[تفسیر ابن ابی حاتم الرازی آل عمران ج ۲ ص ۱۲۶ آیت نمبر: ۸۰-۷۹]

التوضیح:

مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ.

انبیاء کرام علیہم السلام کے فرائض منصبی میں ایک اہم اور بنیادی فریضہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مخصوص طرق سکھانا ہے کہ جن سے اللہ تعالیٰ راضی اور خوش ہو کر انسان کے اعمال صالحہ کو شرف قبولیت سے نوازتے ہیں اور ایسے اعمال سیۂ سے اجتناب کرنے کی تعلیم دینا جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب کا مستحق بنا دیں، لہٰذا تمام انبیاء علیہم السلام نے اس فریضہ منصبی کو کما حقہ پورا کرتے ہوئے مخلوق کی عبادت سے ہٹا کر خالق کے در پر جھکنے کی تبلیغ اور وعظ ونصیحت کی۔

اہل کتاب اور مذہبی راہنماؤں کی عبادت کرنا:

جیسے کہ سابقہ آیت کی تفسیر میں انتہائی اختصار کے ساتھ بیان ہوا تھا کہ یہود خود کو فخر سے کہتے:

"نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّاؤُهٗ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ."

کہ ہم تو نبیوں کی اولاد ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔اور اہل کتاب نے اپنے انبیاءؑ کی تعلیمات کو بھلا کر ان کی پرستش کرتے ہوئے ان کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

"لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِهِمْ مَسَاجِدَ."

یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ جنہوں نے اپنے انبیاء (کی تعلیمات کو بھلا کر ان) کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

[صحیح بخاری کتاب الصلاۃ ابواب المساجد باب الصلاۃ فی البیعۃ ج۱ ص۷۶۸ رقم ۴۲۵]

اہل کتاب نے صرف یہیں بس نہ کی بلکہ اپنے انبیاء کے ساتھ اپنے مذہبی راہنماؤں کو بھی معبود کا درجہ دیتے ہوئے ان کی عبادت کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ○

[التوبہ: آیت ۳۱، پ ۱۰]

انہوں نے اللہ کے علاوہ اپنے علماء ومشائخ کو اور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو بھی اپنا رب (اور معبود) بنالیا۔ حالانکہ انہیں تو صرف ایک ہی اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، اللہ تعالیٰ (مشرکین کے) شرک سے پاک ہے۔

دعوت انبیاء کا نمایاں پہلو:

ہر نبی نے اپنی قوم کو دعوت دیتے ہوئے اعلان کیا:

"اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ."

"یقیناً میرا اور تمہارا رب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو۔"

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی انسان کو لائق نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اسے کتاب اور حکمت دے کر نبوت کے منصب پر فائز فرمائے تو وہ (اللہ کی طرف بلانے کی بجائے) لوگوں سے کہے کہ تم اللہ کے علاوہ میرے بندے بھی بن جاؤ، میری عبادت کرو اور مجھے اپنا معبود سمجھنے لگو۔

"وَلٰکِنْ کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ"

بلکہ انبیاء کرام کی دعوت تو یہ تھی کہ اے میری قوم تم سب کے سب خالص اللہ کے بنو۔

مخلوق کی عبادت اور تعلیم نبوی ﷺ:

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا منہج اور مشن یہ تھا کہ دین اسلام تمام ادیان باطلہ پر غالب ہو اور مخلوق کو مخلوق کی عبادت سے ہٹا کر خالق کے در پر لایا جائے۔اسی غرض سے آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی تعلیم دی۔اور فرمایا:

لَا یَصْلُحُ لِبَشَرٍ اَنْ یَّسْجُدَ لِبَشَرٍ وَلَوْ صَلَحَ لِبَشَرٍ اَنْ یَّسْجُدَ لِبَشَرٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، لِعِظَمِ حَقِّهٖ عَلَیْهَا.

کسی انسان کے لیے حلال نہیں کہ وہ کسی انسان کے سامنے سجدہ ریز ہو اور اگر ایسا کرنا درست ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے کیونکہ اس پر اس کا بہت بڑا حق ہے۔

[صحیح الترغیب والترهیب کتاب النکاح وما یتعلق باب ترغیب الزوج فی الوفاء ج۲ ص۴۱۵۔۴۱۴ رقم الحدیث:۱۹۳۶]

"بِمَا کُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْکِتٰبَ وَبِمَا کُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ"

اللہ تعالیٰ نے عبادت خالص اپنے لیے بجالانے کا حکم دینے کے بعد فرمایا کہ انبیاء کی تبلیغ بھی یہی تھی کہ عبادت صرف اور صرف خالق

کائنات کا حق ہے۔ پھر فرمایا کہ تم خود کتاب اللہ کو پڑھتے ہو اور اس کی تعلیم بھی دیتے ہو، اس کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیے کہ تمہیں پروردگار کی شناخت ہو اور تمہارا اپنے رب سے خصوصی ربط وتعلق قائم ہو۔ اس لیے تم خود بھی کتاب اللہ کو مانو اور لوگوں کو بھی قرآن کی تعلیمات سے روشناس کرنے کی ہر ممکن کوشش کرو۔

"بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت سفیان بن عیینہ" فرماتے ہیں:

"عَلِّمُوا وَاعْمَلُوا ثُمَّ عَلِّمُوا"

پہلے علم حاصل کرو، پھر اس پر عمل کرو، پھر اس کی تعلیم دوسروں کو دو۔ (کیونکہ اس طرح تدریس پراثر اور فائدہ مند ہوگی)

[تفسیر ابن ابی حاتم الرازی ج٢ ص١٨٥ رقم٣٨٠٤]

وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ٥

انبیاء کرام اور فرشتوں (یا کسی اور) میں اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت کرنا کفر ہے، پھر نبی کس طرح تمہیں ایمان لانے کے بعد اس کفر عظیم کی طرف بلائے گا۔

کیونکہ یہ عمل منصب نبوت کے سراسر خلاف ہے۔ انبیاء تو صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف ہی دعوت دیتے رہے ہیں، اور جس کتاب کو وہ دین کی اساس کے طور پر تمہارے سامنے پیش کر رہا ہے وہ بھلا اس کے خلاف کیوں کر تمہیں چھوڑ کر فرشتوں یا انبیاء کو رب بنالو۔

مشرکین نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کے بیٹے قرار دیا اور اہل کتاب نے اپنے انبیاء کو اللہ تعالیٰ کے بیٹے قرار دیا کیونکہ یہ تمام امور انسان کو کفر تک لے جاتے ہیں اور نبی علیہ السلام اپنی قوم کو کفر کی طرف کیسے لگا سکتا ہے۔

<u>آیت سے اخذ شدہ مسائل:</u>

١۔ انبیاء لوگوں کو غیر اللہ کی عبادت سے ہٹا کر خالق کی عبادت کی طرف دعوت دیتے ہیں، لہٰذا کسی پیغمبر کے لیے یہ حلال ہے ہی نہیں کہ وہ لوگوں کو اپنا بندہ بنانے کی کوشش کرے۔

٢۔ تمام انبیاء انسان تھے۔

٣۔ غیر اللہ کی عبادت کفر ہے اور مسلمان اس سے اجتناب کرتے ہوئے عقیدہ توحید پر قائم رہتا ہے۔

٤۔ کتاب اللہ، حکومت اور نبوت عطا کرنا اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے وہ جسے چاہے اس سے نوازتا ہے۔

٥۔ فرشتوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں اور ان کی عبادت کرنا جائز یہ عقیدہ کتاب وسنت کے منافی اور صریحاً کفر ہے۔

☆..........☆..........☆

[بقیہ: اسلامی عقیدہ اور اس کی اہمیت]

اور حضرت معاویہ کے دور خلافت میں غازیوں کے گھوڑوں کی ٹاپیں چین تک سنی گئیں۔ غرضیکہ ملکوں کے ملک فتح ہوتے گئے ہر چار دانگ عالم میں اسلامی پھریرا لہراتا چلا گیا اور دشمنان اسلام کی آنکھوں کو خیرہ کرنے لگا۔

جب عقیدہ توحید میں اضمحلال آ گیا اور دلوں میں اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور دین حق کی اقامت کے ولولے دم توڑ گئے اور جہاد اسلامی کو بربریت باور کر لیا گیا تو امت مسلمہ کا گراف نیچے آنے لگا، تمکنت اور غلبہ بلند چوٹیوں سے نیچے گرنے لگ گیا عزت سے محروم ہو کر ذلت اور بے بسی کی اتھاہ کھڈوں میں ٹامک ٹوئیاں مارنے لگی۔

شرافت، شہرت اور رعب وداب اس قدر کھو چکی ہے کہ ترقی یافتہ اقوام کے چارٹ میں اس کا نام تک موجود نہیں۔ اقوام عالم میں علم بانٹنے والی یہ امت جہالت کا شکار بن چکی ہے جبکہ یہ امت ادوار رفتہ میں ترقیاتی مستعدیوں اور سیاسی نشاطات کا گہوارہ کہلاتی تھیں۔

جہاد دین اسلام کی تبلیغی کاوشیں اور جہادی پیش قدمیاں اس کی شناخت تھیں۔ صد حیف آج یہ امت اقوام کاوش عالم کی نگاہ میں ایسا کمزور پرزہ بن چکی ہے۔

جو امریکہ اور مغربی اقوام کا تر نوالہ اور ان کی چیرہ دستیوں کی آماجگاہ اور ان کا شکارگاہ ہے۔

اس طویل سمع خراشی کا حاصل یہ ہے کہ ماضی میں امت مسلمہ کی علمی ثقافتی، تمدنی، تہذیبی، سیاسی ترقی، براعظم ایشیا اسلام کے تین نکات یعنی عقیدہ توحید میں رسوخ وپختگی، اقامت دین اور اسلامی جہاد کی مرہون منت تھیں ملت اسلامیہ کا زوال وانحطاط، ادبار اور رجعت، قہقری ی تینوں نکات سے انحراف اور روگردانی کا نتیجہ ہے۔

☆..........☆..........☆

ارباب دینی مدارس کی خدمت میں چند گزارشات

ڈاکٹر حافظ طاہر محمود

دینی مدارس علم نافع کے گہوارے، حکمت وبصیرت کے چمنستان اور تعلیم وتربیت کے حقیقی دبستان ہوتے ہیں۔ دینی درسگاہوں کی اہمیت وافادیت کے اعتراف کے ساتھ کچھ ایسے حقائق دل ودماغ کی سکرین پر گردش کرتے رہتے ہیں جن کا اظہار شاید باعث اصلاح ووجہ التفات بن جائے۔ "ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب"

"میرا ارادہ تو محض اپنی مقدور بھر اصلاح کرنے کا ہی ہے، میری توفیق اللہ ہی کی مدد سے ہے اس پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔"

یوں تو دینی مدارس کے کئی پہلو اصلاح طلب ہیں، تعلیمی نصاب وسائل تعلیم، اسالیب وتربیت، انتظامی وادارتی قوانین، طلبہ واساتذہ کے حقوق اور ان کے روشن مستقبل کی منصوبہ بندی، ملازمین کے واجبات وذمہ داریاں، عصری علوم وفنون کا ادخال، ٹیکنیکل ورکشاپ اور ان جیسے دیگر موضوعات وابستگان دینی مدارس کی عملی توجہ کے متقاضی ہیں۔ "مجلۃ الجامعۃ السلفیۃ" کی ان محدود سطور میں ہم جس اہم مسئلے کی طرف نشاندہی کروانا چاہتے ہیں وہ ہے "اساتذہ وطلباء مدارس کے معیار زندگی میں بہتری"

امر واقع یہ ہے کہ دینی مدارس جہاں اپنے پس منظر اور پیش منظر کے اعتبار سے تقدس واحترام کے حامل ہیں وہاں اپنی خودساختہ خشونت، بے محل سادہ لوحی، مصنوعی زہد وتقشف اسلامی ذوق جمال کے عدم احساس اور عصر حاضر کے جدید تقاضوں سے تغافل یا عدم ادراک کی بنا پر معاشرے میں باذوق اور احساس لوگوں کے ہاں کوئی قابل ذکر مقام حاصل نہیں کر سکے۔

ہماری سوسائٹی میں کتنے افراد ایسے ہیں کہ جو اپنے جگر گوشوں کو مکمل دینی تعلیم دلوانا چاہتے ہیں مگر مدارس کے ماحول کو پسماندہ پا کر اپنے نیک ارادوں سے باز آجاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو نہ اساتذہ کا معیار زندگی اپیل کرتا ہے، نہ طلباء کا طرز بود وباش نہ کلاس روم ان کے لیے کشش کا سامان رکھتی ہیں اور نہ ہی رہائش کمرے اپنے اندر کوئی جاذبیت رکھتے ہیں۔ نظام قیام وطعام بھی حفظان صحت وصفائی کے اصول وآداب سے عاری ہوتا ہے اس قسم کا غیر معیاری ماحول مستقبل کے علماء، خطباء اور آئمہ مساجد کی نفسیات واخلاقیات پر اثر انداز ہوتا ہے۔

عزت نفس، خودداری اور بے باکی جیسی خصال حمیدہ مرجھا جاتی ہیں۔ یہ حقیقت بھی ہمارے لیے سوالیہ نشان ہے کہ ہمارے مدارس کے فضلاء مختلف شعبہ ہائے زندگی میں احساس کمتری کا شکار کیوں رہتے ہیں؟ اور انکے میدان ہائے تنگ وتاز محدود سے محدود تر کیوں ہو رہے ہیں؟ اور کتنے ہی مشائخ عظام وعلماء کرام ہیں جو انہی مدارس کے نہ صرف خوشہ چیں اور پروردہ ہیں بلکہ کلیدی مناصب فائز ہیں۔

مگر مدارس کی پسماندگی اور مسکنت کے باعث اپنے نونہالوں کو مدارس کا رخ کرنے نہیں دیتے۔ اگر مدارس کے ظاہری ماحول کے معیار سے بدظن ہو کر کوئی اپنے بچے کو حافظ قرآن یا عالم دین نہ بنا سکا تو بتلائیے اسکا بالواسطہ گناہ کس پر ہوگا؟

بعض ارباب مدارس کا یہ گمان کر لینا کہ مدارس کے طلباء دیہاتی ماحول کی پیداوار ہوتے ہیں، پسماندہ علاقوں اور غریب خاندانوں سے ان کا تعلق ہوتا ہے لہٰذا دو وقت کی روٹی اور سونے کے لیے ایک بے ہنگم سا ہال بنا دیں یہی کافی ہے، یہ ایک سطحی اور غیر ذمہ دارانہ سوچ ہے۔ اسی طرح ان مدارس کو نفوس زکیہ، اصحاب صفہ اور سلف صالحین کے طرز بود وباش کا تسلسل واحد اد قرار دے کر وسائل کے ہوتے ہوئے ان کی فلاح وبہتری کے لیے ہاتھ کھینچ رکھنا قرین دانش وصواب نہیں ہے۔

ارباب مدارس کو چاہیے کہ وہ احساس ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے مشنری جذبے کے تحت متحرک ہوں اور اپنے مالی وسائل وموارد کو وسعت دینے کے لیے کوشاں ہوں۔ نیتوں میں اخلاص، ارادوں میں استحکام اور جذبوں میں صداقت ہو تو مشکلات بفضل اللہ آسان ہوتی چلی جاتی ہیں۔

ان سطور کے تحریر کرنیکا مقصد کسی بھی مدرسے کے ذمہ داران کی حوصلہ شکنی اور انکی مساعی جملیہ کی تنقیص ہرگز مطلوب نہیں ہے۔ میرے علم ومشاہدے میں مسؤلین مدارس میں سے ایسے افراد بھی ہیں جو بوقت ضرورت اپنی جیب سے بڑھ چڑھ کر خرچ کرتے ہیں اور بطور قرضہ حسنہ بھی مالی تعاون کرتے ہیں اور چندہ کی وصولی میں کئی قسم کی مشکلات کا شکار ہوتے ہیں اور چندہ کی وصولی میں کئی قسم کی مشکلات کا شکار ہوتے ہیں۔

مقصد تحریر صرف اس احساس کو بیدار کرنا ہے کہ اساتذہ وطلباء کے معیار زندگی کو بہتر سے بہتر بنایا جائے اور اس ہدف کو اپنی ترجیحات میں شامل کیا جائے۔ اگر ارباب مدارس امانت وخلوص کے ساتھ یہ تفکیر وتخطیط کریں کہ یہ طلباء ہمارے ہاں امانت ہیں ہم ان کے روشن مستقبل کے امین ہیں اور ہم نے انہیں معاشرے کا ایک فعال عنصر بنانا ہے تو میرے خیال میں ہم اصلاح کی شرعات میں داخل ہو جائیں گے۔

<u>اساتذہ اور طلباء کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لیے چند تجاویز پیش خدمت ہیں:</u>

1۔ استاد جس قدر ذہنی اور نفسیاتی طور پر آسودہ حال میں ہوگا اسی قدر وہ اپنے فرائض تدریسی کی ادائیگی میں یکسو ہوگا۔ استاذ کا مشاہدہ اتنا ہو کہ وہ فکر معاش سے آزاد ہو کر اپنے ادائے واجب میں مشغول رہے۔ مادیت و مہنگائی سے اٹے ہوئے اس دور میں اکثر اساتذہ تین تین یا چار چار جگہوں میں ملازمت کر کے اپنے ماہانہ بجٹ کو پورا کرتے ہیں۔ ان حالات میں اساتذہ سے یہ توقع رکھنا کہ وہ تازہ مطالعہ سے سرشار ہو کر مسند تدریس پہ جلوہ افروز ہوں، یہ آرزوئے عبث ہے۔

مقام افسوس ہے کہ بعض مدارس میں استاذ کا وظیفہ ایک مزدور کی ماہانہ اجرت سے بھی نصف ہے۔ میری متواضع رائے کے مطابق ایک مستند ابتدائی استاذ کی ماہانہ تنخواہ (بعوض چھ گھنٹے یومیہ) ایک مزدور کی ماہانہ تنخواہ سے پچاس فیصد زائد ہونی چاہیے۔ نیز ہر سال کم از کم دس فیصد اضافہ ہو۔

2۔ جو مدارس وسیع وعریض رقبوں پر مشتمل ہیں وہاں اساتذہ کے لیے مناسب معیار کی رہائشیں تعمیر کی جائیں۔ افراد خانہ کی تعداد کے پیش نظر رہائشوں کا حجم ملحوظ رکھا جائے ان رہائشوں میں مقیم اساتذہ کو تعلیمی اوقات کے بعد طلباء کی نگرانی واخلاقی تربیت کی ذمہ داریاں سونپی جائیں اس سے اساتذہ اور طلباء کے مابین تعلقات میں قربت وپختگی پیدا ہوگی اور دور دراز سے آنے والے اساتذہ کا قیمتی وقت بھی محفوظ رہے گا۔

3۔ انتظامیہ مدارس کے ذہنوں میں اساتذہ کا مقام ومرتبہ کا ادراک بہر حال موجود رہنا چاہیے۔ وہ اساتذہ کو ایک عام تنخواہ دار ملازم کی حیثیت سے نہ دیکھیں بلکہ دل سے ان کی توقیر وتکریم کریں۔ ہمارے دین میں جتنی معلم کو عزت دی گئی ہے شاید ہی کسی اور دین میں ہو۔

مگر مقام تأسف وتحسر ہے کہ اس دین کے ماننے والے اپنے اساتذہ کو ذلیل اور بے وقعت کرنے میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ مغربی ممالک میں بالخصوص اور چند دیگر ممالک میں جس طبقہ انسانیت کو سب سے زیادہ عزت سے نوازا جاتا ہے وہ اساتذہ کا گروہ ہے۔

جس قوم کے افراد واداروں میں اساتذہ کے بارے میں خیر خواہانہ جذبات پائے جاتے ہیں وہاں سے خیر وبرکت کے سوتے پھوٹتے ہیں جس معاشرے میں استاذ کی عزت نہیں کی جاتی وہاں تعمیر انسانیت کے مظاہر ناپید ہو جاتے ہیں استاذ درحقیقت وہی ہے جو کامیاب مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ معلم اخلاق، مہذب نفوس اور مربی اقدار اور مجلی مواہب جیسی صفات سے متصف ہو۔

4۔ ارباب مدارس اور اساتذہ کے درمیان ایک ایسا ضابطہ عمل واخلاق طے ہونا چاہیے جس میں فریقین کے حقوق وواجبات کا تعین ہو اور امانت و خلوص کے ساتھ اس معاہدے کی پاسداری ہو۔ اس سے اساتذہ کو قدرے ذہنی تحفظ حاصل ہوگا۔ اساتذہ میں موجود بے چینی واضطراب کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ انہیں مدرسے میں اپنی بقاء کی ضمانت میسر نہیں ہوتی۔

یہی وجہ ہے کہ پکی نوکری کے حصول کے لیے دینی مدارس کی کریم سرکاری یا مستحکم این جی اوز کی نوکری کو ترجیح دے رہی ہے۔ یہ ایک سنگین المیہ ہے کہ مدارس کا ٹیلنٹ ایسی بے قدری کا احساس لیے دینی مدارس کو خیر باد کہہ رہا ہے، بنابریں مدارس رجال کار سے محروم ہوتے جارہے ہیں۔ صورتحال اگر ایسے ہی رہی تو چند سالوں میں دینی مدارس علمی، فکری وتحقیقی طور پر مزید بانجھ پن کا شکار ہو جائیں گے۔

""فاعتبروا یا اولی الابصار"

5۔ تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ دینی مدارس کی تعمیر وترقی اور انتظام وانصرام کی کامیابی میں دو طبقوں نے ہمیشہ اہم کردار ادا کیا ہے۔ ایک طبقہ اہل علم حضرات کا اور دوسرا طبقہ اہل خیر (مخیرین) حضرات کا۔ اول الذکر طبقہ نے اگر معنوی، فکری واخلاقی طور پر کسی مدرسے کو چار چاند لگائے ہیں تو دوسرے گروہ نے مادی وسائل کی فراہمی میں جود وسخاوت کی مثالیں قائم

کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کیا ہے۔ آج بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ اساتذہ جامعہ اور اہل خیر انتظامیہ مدارس کے درمیان عزت و توقیر، شفقت و تکریم کے جذبات مضبوط ہوں۔ ہر ایک دوسرے کے احساسات و مسائل کا احساس کرے۔

ارباب مدارس علماء دین کی تکریم میں کمی نہ آنے دیں اور اساتذہ انتظامیہ کو سلام کرنے میں اپنی توہین و تحقیر تصور نہ کریں، انتظامیہ مدارس اگر علماء حضرات پر مشتمل ہے پھر بھی ان کے جذبہ خیر و انفاق کے پیش نظر ان کی حوصلہ افزائی امر مطلوب ہے۔ اساتذہ اپنے مطالبات پیش کرتے وقت انتظامیہ کی مجبوریوں اور زمینی حقائق کو سامنے رکھیں اور انتظامیہ جائز مطالبات پورے کرنے کیلیے مخلصانہ کوششیں کرے۔ مثال کے طور پر مقررہ ایک لاکھ روپے کا ماہانہ بجٹ ناکافی ثابت ہو رہا ہے تو بجٹ پورا کرنے کے لیے وسائل و ذرائع کی تلاش میں تگ و تاز کی جائے اور مخیرین حضرات سے سالانہ یا ماہانہ طے شدہ چندوں میں اضافے کی درخواست کی جائے۔

6۔ بحث و تحقیق اور تالیف و تصنیف کا شغف رکھنے والے اساتذہ کی ہر ممکن مالی طور پر حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کی تحقیقی مقالوں کی نشر و اشاعت کا بندوبست ہو بلکہ ہونا چاہیے کہ اصحاب قلم قرطاس اساتذہ کو مختلف علمی و تحقیقی مشاریع بطور ہدف دیے جائیں اور اس کام کیلیے مناسب اعزازیہ مقرر ہو۔

یاد رہے کہ عالیشان عمارتوں کی تعمیر و ترقی سے زیادہ علمی، فکری، معنوی، روحانی، اخلاقی اور نفسیاتی اقدار کی آبیاری کی فکر زیادہ دامن گیر ہونی چاہیے۔ ایک فعال اور مخلص قیادت کا ایک اہم وصف یہ ہے کہ وہ اپنے ماتحت لوگوں میں موجود متنوع خداداد صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے لیے مواقع و میادین فراہم کرے اور اپنی زندگی ہی میں افراد سازی کی طرف توجہ دے کر نوجوان نسل کو مسابقت و منافست کا عادی بنائے تاکہ ”خیر خلف لنعم سلف“ کا تسلسل برقرار رہے۔

7۔ کسی ناگہانی مصیبت و صدمہ یا کسی خوشی و غمی کے موقع پر استاذ کی مالی و اخلاقی اعانت کی جائے اور نہایۃ الخدمۃ کے موقع پر بھی مناسب اعزازیہ دیا جائے۔

8۔ علمی، فکری و مادی ترقیاتی اصلاحات کے نفاذ کے وقت سالانہ بجٹ کا متاثر ہونا امر یقینی ہے۔ اس مشکل پر قابو پانے کے لیے مدرسہ میں زیر تعلیم تمام طلبہ بالعموم اور خوشحال گھرانوں سے تعلق رکھنے والے طلبہ پر بالخصوص مناسب اور حسب حال ماہانہ فیس مقرر کی جاسکتی ہے۔

9۔ ارباب وفاق المدارس السلفیہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ آنے والی نسلوں کے دینی، علمی، روحانی اور فکری مستقبل کو محفوظ کرنے کے لیے جدید تقاضوں کے مطابق اور اپنی روشن اقدار و روایات کے موافق کوئی جامع تعلیمی پالیسی وضع کریں۔ ایسے تعلیمی نظام کے قیام کا احساس شدت سے ہو رہا ہے۔ جس میں اعلیٰ طبقوں اور خوشحال خاندانوں سے تعلق رکھنے والے نوجوان اندرون و بیرون ملک سے جمع ہو کر علمی و روحانی تشنگی کو دور کر سکیں۔ ایسے متوقع انسٹی ٹیوٹ کے لیے ماہر اساتذہ کی تیاری کی فکر بھی سے کرنا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا جوئی کے لیے ایسے کام کرنے کی توفیق دے جو ہم سب کے لیے توشہ آخرت بن جائیں۔ آمین

کیا یہ توہین رسالت نہیں؟

مولانا اسحاق حقانی

جب کوئی غیر مسلم شان رسالت میں گستاخی کرتا ہے تو ہم غیرت ایمانی کی وجہ سے بہت ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں مگر اس گستاخی کا سبب بعض مسلمانوں کا طرز عمل ہے جس کی بنا پر ان کو جسارت ہوتی ہے۔

1۔ کیا سنت رسول کا مذاق اور انکار گستاخی نہیں؟
2۔ شرعی قوانین کو ناقابل عمل قرار دینا گستاخی نہیں؟
3۔ دین میں نیکی کے نام پر بدعات کو اختیار کرنا گستاخی نہیں؟
4۔ دین کے دشمنوں (کفار) سے دوستی گستاخی نہیں؟
5۔ موضوع (بناوٹی) احادیث کو بیان کرنا گستاخی نہیں؟
6۔ سنت رسول ﷺ کو اہمیت نہ دینا گستاخی نہیں؟
7۔ آپ کے لائے ہوئے احکام و قوانین کو نہ ماننا گستاخی نہیں؟
8۔ دینی حدود کو سخت قوانین قرار دینا گستاخی نہیں؟
9۔ آپ کے لائے ہوئے دین کو نہ سیکھنا اور نہ سکھانا گستاخی نہیں؟
10۔ امہات المؤمنین اور صحابہ کو برا جاننا گستاخی نہیں؟
11۔ داڑھی اور پردے کا مذاق اڑانا گستاخی نہیں؟
12۔ ختم نبوت کا انکار گستاخی نہیں؟
13۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا نہ کرنا گستاخی نہیں؟
14۔ سودی معیشت کو اختیار کرنا گستاخی نہیں؟
15۔ غیر شرعی لباس سے فحاشی و عریانی پھیلانا گستاخی نہیں؟

عقیدہ توحید کی ہمیشہ مخالفت کی گئی!

نوید احمد بھٹی

﴿کَذٰلِکَ مَآ اَتَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ o﴾ [الذاریات: ۵۲]

''یونہی ہوتا رہا ان سے پہلے کی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ ساحر ہے یا مجنون۔''

جب آپ ﷺ نے توحید کی دعوت پیش کی تو قدموں پر کھڑے رشتے داروں، عزیزوں، دوستوں، اہل علاقہ حتی کہ حقیقی چچا ابولہب کے تیور ہی بدل گئے اور انہوں نے آپ ﷺ کو اذیتوں، تکلیفوں، صعوبتوں مشکلوں اور رکاوٹوں سے دوچار کر دیا۔ بدزبانی، بے ہودہ بکواس حتی کہ مار پیٹ تک سے گریز نہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو تین سال تک شعب ابی طالب میں نظر بند کیے رکھا اور معاشی و معاشرتی اور سیاسی بائیکاٹ کیا گیا جو آج بھی اہل کفر کا وطیرہ ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے وادی طائف میں توحید کی دعوت دی تو وہاں کے شریروں نے آپ ﷺ پر ایسے سنگ باری کی کہ آپ ﷺ کا جسم اطہر لہولہان ہو گیا آپ ﷺ کے جوتے مبارک خون سے بھر گئے، آپ نیچے گر جاتے ہیں۔ شریر ظالم آپ کو بازوؤں سے پکڑ کر دوبارہ کھڑا کر کے پھر پتھر برسانے شروع کر دیتے ہیں آپ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ آخر یہ کس جرم کی سزا ہے صرف اعلان توحید کی۔ آپ کے جانثار ساتھی جو کمزور اور بے بس تھے ان کو تکلیفیں دی گئیں۔

☆ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی چربی پگھل کر ان کے نیچے جلنے والے کوئلوں کو ٹھنڈا کرتی تھی حتی کہ اس قدر کہ ان کے گلے میں رسی ڈال کر چوراستوں میں اسے گھسیٹا جاتا تھا مگر پھر بھی زبان سے توحید کا نعرہ احد احد جاری رہتا تھا۔

☆ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کی روشنی چھین لی گئی مگر توحید کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

☆ آل یاسر کی خاتون حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو برہنہ حالت میں دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا لیکن توحید سے تہی دامن اختیار نہیں کیا۔

☆ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ چمڑے میں دھونی لیتے رہے۔

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو خود ان کی والدہ پیٹتی رہی۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حرم مکہ میں اس قدر پیٹا گیا کہ چہرہ لہولہان ہو گیا۔

☆ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے جسم میں لوہے کی کنگھی چلائی گئی

☆ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکا دیا گیا تھا۔

☆ خود رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو کافر ان کے گرد ہجوم کر لیتے ایک مرتبہ سجدے کی حالت میں آپ ﷺ کی پشت مبارک پر اوجھڑی رکھ دی۔

آخر ان پاکیزہ ہستیوں کا جرم کیا تھا؟ جرم صرف یہی تھا کہ لا الہ الا اللہ کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ مشکل کشا نہیں، کوئی حاجت روا نہیں، کوئی داتا، دستگیر، لجپال، رزق عطا کرنے والا، اولادیں عطا کرنے والا، کوئی کسی کی فریادوں کو سننے والا نہیں۔ بلکہ جب ہم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو ہماری مصیبت کو حل کرنے والا وہی پرانا داتا دستگیر ہے جو آدم علیہ السلام سے لے کر محمد ﷺ تک تمام انسانیت کا پالنہار ہے۔ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ تو جب یہ جملے اہل ایمان کی زبان سے نکلتے تھے تو مشرکین مکہ کے جسم میں آگ لگ جاتی تھی کیونکہ ان الفاظ سے ان کے لات، منات، عزی، ہبل جبل، اور دیگر دیوتاؤں اور مورتیوں کی نفی ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے توحیدی مشن کو جاری رکھے ہوئے تھے لیکن مکے والوں کو یہ بات ناقابل برداشت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

قل یایھا الکفرون o لا اعبد ما تعبدون o ولا انتم عبدون ما اعبد o ولا انا عابد ما عبدتم o ولا انتم عبدون ما اعبد o لکم دینکم ولی دین o [سورۃ الکافرون]

''کہہ دیجیے کہ اے کافرو! جس کی تم عبادت کرتے ہو میں اس کی عبادت نہیں کر سکتا اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے کو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ ہی تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔''

ابوطالب جو کہ رسول اللہ ﷺ کا چچا تھا اور اپنے پرانے دین پر ہی قائم تھا۔ نبی کریم ﷺ کو ان کے اسلام قبول کرنے کی بڑی خواہش تھی جو کہ پوری نہ ہو سکی۔ لیکن آپ کا یہ چچا آپ کے بہت کام آیا جوانی سے لے کر زندگی کے آخری سانسوں تک رسول اللہ ﷺ پر چھتری کی طرح سایہ کیے رہا۔ مکہ کے مشرکوں کے سامنے آہنی دیوار بن کر کھڑا رہا۔

ایک دفعہ سردار ابوطالب کے پاس قریش کا وفد پہنچا اور کہا:

''اے ابوطالب ہم نے تجھے کہا تھا کہ اپنے بھتیجے کو روکیے

لیکن آپ نے نہیں روکا۔ ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارے آباؤ اجداد کو گالیاں دی جائیں۔ ہماری عقلوں کو حماقت زدہ قرار دیا جائے اور ہمارے خداؤں کی عیب جوئی کی جائے، ہماری قوم کا شیرازہ بکھر جائے ہاں آپ روک لیں ورنہ آپ سے اور ان سے ایسی جنگ چھیڑ دیں گے کہ ایک فریق کا صفایا ہو کر رہے گا۔

ابوطالب پر اس پرزور دھمکی کا بہت اثر ہوا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا کہا کہ بھتیجے تمہاری قوم کے لوگ میرے پاس آئے تھے اور ایسی ایسی باتیں کہہ گئے اب مجھ پر اور خود اپنے پر رحم کرو اور اس معاملے میں مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جو میرے بس سے باہر ہو۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے سمجھا کہ اب میرے چچا بھی میرا ساتھ چھوڑ دیں گے کہ شاید وہ بھی کمزور پڑ گئے ہیں۔ آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: چچا جان اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو میں تب بھی اس دعوت توحید کو چھوڑنے والا نہیں ہوں یا تو اللہ اسے غالب کر دے یا پھر میں اس راستے میں کام آجاؤں۔" [الرحیق المختوم بحوالہ ابن ہشام]

اس سے پہلے قریش کا ایک وفد آپ ﷺ کو اس بات کی پیشکش کر چکا تھا کہ اگر مال و دولت چاہتے ہو تو سونے چاندی کے ڈھیر تمہارے قدموں میں لگا دیتے ہیں۔ اگر کسی خوبصورت عورت سے شادی کے خواہاں ہو تو عرب کی حسین و جمیل عورت سے شادی کا بندوبست کر دیتے ہیں۔ اگر سرداری چاہتے ہو تم ہم مکہ کا متفقہ سردار تم کو تسلیم کرتے ہیں۔

مگر کائنات کے امام نے یہ سمجھوتہ اور سودے بازی نہیں کی اور کرتے بھی کیسے؟ کیونکہ ایک اللہ کے آگے سربسجود ہونے والے تھے۔

حق بات سے مراد کلمہ توحید لا الہ الا اللہ ہے اور اقرار بھی علم و بصیرت کی بنیاد پر ہو، محض رسمی اور تقلیدی نہ ہو، یعنی زبان سے کلمہ توحید کہنے والے کو یہ پتہ ہو کہ اس میں صرف ایک اللہ کا اثبات اور دیگر تمام بناوٹی مشکل کشاؤں بندہ پروروں، حاجت رواؤں کی نفی ہے۔ پھر اس کا عمل اس عقیدے کے مطابق ہو ایسے لوگوں کے حق میں اہل شفاعت کی شفاعت مفید ہوگی یا یہ مطلب ہے کہ حق کا اقرار کرنے والے لوگوں کو شفاعت کا اختیار ملے گا (انبیاءؑ، فرشتے، صالحین، شہداء وغیرہ) نہ کہ معبودان باطل کو جنہیں اہل شرک و بدعت اپنا شفاعت کنندہ خیال کریں۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے رب کی طرف سے آنے والا آیا (جبرائیلؑ) اور مجھے اختیار دیا کہ چاہوں تو نصف امت جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو اور چاہوں تو شفاعت کروں تو میں نے شفاعت پسند کی اور میری شفاعت اس شخص کیلئے ہے جس نے مرتے دم تک کسی کو اللہ کیساتھ شریک نہیں ٹھہرایا [ترمذی]

ان تمام واقعات کا سبب توحید خالص ہی ہوا کرتا تھا جو کافروں کا سینہ چیر دیا کرتی تھی اور موحد ہونا بھی ایسا ہی چاہیے کہ جس کی تکلیف کافر ہو۔ غرض یہ کہ توحید والا رستہ کوئی پھولوں کی سیج نہیں ہاں یہ تو خاردار راستہ ہے اور خوش نصیب ہیں وہ نفوس جو ایسی مشکلات پر استقامت کی راہ اختیار کر گئے۔ قرآن مجید میں ہے: الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها في السماء ٥

"کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے پاکیزہ بات کی مثال کس طرح بیان کی ہے۔ پاکیزہ درخت کی طرح جس کی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنیاں گویا آسمان میں ہیں جو اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔"

آیت مذکورہ میں کلمہ طیبہ سے مراد اسلام یا لا الہ الا اللہ ہے اور شجر طیب سے مراد کھجور کا درخت ہے۔ اور مومن اور موحد کی مثال بیان فرماتا ہے کہ کھجور کے درخت کی طرح مضبوط عقیدہ توحید ہو اور اس پاکیزہ درخت کی جڑوں کی طرح توحید دل و دماغ میں راسخ و سرائیت کر چکی ہو تو پھر مومن کے اعمال بھی اس طرح مقبول و مبرور ہوتے ہیں آسمانوں پر چڑھتے ہیں جس طرح شجر طیب کی شاخیں بلند اور پائے دار ہوتی ہیں پھر آزمائشوں کی آندھیاں آئیں یا فتنوں کا سیلاب، تلبیس ابلیس کا طوفان ہو یا جدید دور کی ضلالتوں کا گھٹا ٹوپ اندھیرا، مسیحیت و یہودیت کی یلغار ہو یا اپنوں کی شورش، یہ موحد مومن اپنے صدا بہار شجر توحید سے استقامت کے ساتھ شیریں ثمرات حاصل کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح اللہ پاک شرک کی بھی مثال بیان کرتا ہے: ومثل كلمة خبيثة كشجرة خبيثة اجتثت من فوق الارض ما لها من قرار ٥ [ابراهيم: ٢٦]

"ناپاک بات کی مثال گندے درخت کی سی ہے جو زمین کے کچھ اوپر سے ہی اکھاڑ لیا گیا ہو اس میں کچھ بھی مضبوطی نہیں۔"

کلمة خبيثة سے مراد شرک و کفر اور کشجرة خبيثة سے حنظل کا درخت مراد ہے۔ جس کی جڑ اوپر ہوتی ہے اور ذرا سے اشارے سے اکھڑ جاتی ہے اہل شرک و بدعت کے اعمال بالکل اسی طرح بے وقعت ہوتے ہیں نہ آسمان پر چڑھتے ہیں اور نہ ہی اللہ کی بارگاہ میں قبولیت کا درجہ پاتے ہیں کیونکہ مشرک ذرا سی آزمائش آنے پر دنیا کی آلائشوں، رونقوں اور اغیار کی سازشوں کے سیلاب میں خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں توحید پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

دورِ حاضر اور مسلم مرد کی ضرورت

از رعیت علی

دورِ حاضر میں انسانی حیات کے دو مظاہر عام ہیں۔ ایک مظاہرہ یہ ہے کہ لوگ وسیع پیمانے پر اللہ کی یاد سے غافل ہیں ان لوگوں کو دعوتی عمل کے ذریعے اللہ کی یاد کی طرف لانے کی ضرورت ہے۔ یہ تمام وہ متقی لوگ کر سکتے ہیں، جو خیر خواہی کی راہ پر گامزن ہیں۔ دوسرا مظاہرہ یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں سٹیٹ کی اتھارٹی پر اہل شر کا قبضہ ہے۔ اہل شر کا کوئی مذہب نہیں ان کا مذہب اقتدار کے دیوتا کی پرستش ہے۔ ان لوگوں نے انسانیت کے عالمی سماج کو ایک جہنم زار میں بدل دیا ہے۔ مختلف اسلامی ممالک کی اسلامی جماعتیں اہل شر کے سیاسی اور معاشی تسلط کے خاتمہ کے لیے کوشاں ہیں۔ لیکن عوام ان اسلامی جماعتوں کے ساتھ تعاون نہیں کر رہے ہیں اس لیے دنیا میں بحرانوں کا تسلسل ہے اور امن کی سحر تازہ طلوع نہیں ہو رہی۔ اہل شر کو سٹیٹ اتھارٹی سے بے دخل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسلامی جماعتوں کے ذمہ دار افراد دعوت و تبلیغ کے محاذ پر سرگرم ہو جائیں۔ اہل شر کے کردار اور انکی خباثتوں سے عوام کو آگاہ کریں۔

جب عوام حقائق کا شعور حاصل کرینگے تو وہ اپنے آپکو اسلامی جماعتوں کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اسلامی جماعتوں میں قیادت کا شدید فقدان ہے اور ان میں باہمی ربط و ضبط کی کمی ہے۔ قیادت کے فقدان اور کوآرڈی نیشن کی کمی کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔ اس لیے صاحب ایمان، صاحب بصیرت اور صاحب کردار مرد کامل کی ضروت ہے۔ یہ صاحب عزیمت شخصیت ہی منتشر اسلامی تنظیموں کی شیرازہ بندی کر کے ان میں باہمی نظم و ربط پیدا کر سکتی ہے۔ عالم اسلام کے تعلیمی اداروں سے استدعا ہے کہ وہ ایک ایسی رفیع الشان شخصیت تیار کرنے کے لیے اپنا اپنا کردار ادا کریں۔

آج کے اسکالرز، مفکرین، دانشورز، سائنس دانوں، پروفیسروں اور ٹیکنوکریٹس میں کوئی ایسی قد آور شخصیت نظر نہیں آتی جو مرد کامل کا کردار ادا کر کے عالم اسلامی میں انقلاب، اسلامی کا شاندار کارنامہ سرانجام دے سکے۔ ماضی میں حضرت محمد ﷺ کی محیر العقول شخصیت کی تعلیمات کے زیر اثر حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ، امام احمد بن حنبلؒ، امام ابن تیمیہؒ، امام بخاریؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، جناب علامہ اقبالؒ، قائد اعظم محمد علی جناحؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ، علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی شہیدؒ اور حافظ عبدالقادر روپڑیؒ نے دین حقہ کی سربلندی کے لیے مرد مسلم کی سطح پر آکر کام کیا اور انکے کام کے نتائج شاندار صورت میں ظاہر ہوئے

عصر حاضر میں انڈیا کے ڈاکٹر ذاکر نائیک اور ترکی کے ہارون یحیٰ اسلام کو تہذیبی قوت بنانے کی سعی کرتے رہے۔ آج کی دنیا مرد مسلم کے صالحانہ انقلابی کردار کی منتظر ہے ماضی کے ادوار میں مسلمانوں نے اپنی حربی قوت سے شر کی قوتوں کا خاتمہ کیا اور دنیا میں احسان اور الخدمت کا قابل تحسین سماجی نظام قائم کیا۔ طارق بن زیاد کی تلوار نے جنگ کے میدانوں میں سپین کے لشکر جرار کو شکست دے کر وہاں اسلامی سلطنت کی بنیادیں مستحکم کیں جبکہ مسلمان عمال نے اپنے کردار التقویٰ سے سپین کی عوام کے دل جیت لیے اور لوگ یہ کہنے لگے کہ یہ حکمران نہیں، یہ اللہ کی رحمت کے فرشتے ہیں۔

آج کی سسکتی، تڑپتی انسانی آبادیوں کے لیے بھی ایسے ہی فرشتہ خصلت المتقین اور الصالحین کی ضرورت ہے۔ جو کہ دھرتی کو ظالمین اور فاسقین کے تسلط سے آزاد کروائیں اور یہاں اسلامی خلافت کا قیام عمل میں لائیں۔ آج اسلامی ریاستوں پر ایسے حکمرانوں، سیاست کاروں، بیوروکریٹوں، وزیروں، جرنیلوں اور ارکان اسمبلی کا قبضہ ہے جو شر کے نمائندے ہیں۔

یہ عوام کے خادم نہیں ہیں انکے عشرت کدوں میں انسانیت کی تذلیل کی جاتی ہے۔ یہ اللہ کے نظام سے باغی ہیں، یہ لوگوں کی خدمت نہیں کرتے، بلکہ ان پر ظلم کرتے ہیں، قومی خزانے کو لوٹتے ہیں، عوام کو مہنگائی کے عذاب میں مبتلا کرتے ہیں، یہ لوگ سیاست کاری اور نظم و نسق ریاست کی مبادیات تک سے ناواقف ہیں، ان کا ذہنی سانچہ شر کے خمیر سے تیار ہوا ہے یہ تاریخ کے بدترین کردار ہیں، ان کے پاس نہ تقویٰ ہے، نہ صالحیت یہ عظمت کردار سے محروم ہیں، سٹیٹ اتھارٹی پر عملداری کا حق المتقین کا ہے۔ جبکہ یہ الفاجرین اور الظالمین ہیں۔ انہوں نے اللہ کی دھرتی کو فساد اور فتنہ سے بھر دیا ہے۔ انہوں نے لوگوں کی مسرتوں کا قتل عام کیا ہے، انہوں نے جنگلی کلچر کو رواج دیا ہے، اگر اسلامی ریاستوں کو ان کے قبضہ سے آزاد نہ کروایا گیا تو انسانیت اسی طرح ذلیل و خوار ہوتی رہے گی اور عالمی امن کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا اور ارضی جنت کبھی دنیا میں قائم نہ ہو سکے گی۔ مرد مسلم کا ماڈل بقول اقبال یہ ہے۔

نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

☆..........☆..........☆

قصوروار کون؟

عطا محمد جنجوعہ

پیپلز پارٹی کی سیکرٹری اطلاعات فوزیہ وہاب نے کہا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں عدالت میں اس لیے پیش ہوئے کہ اس وقت قرآن موجود تھا لیکن آئین نہیں تھا۔ لیکن صدر زرداری عدالت میں نہیں جائیں گے کیونکہ اب آئین موجود ہے۔ فوزیہ کا بیان قرآن اور اسلامی شعار کی توہین ہے۔

خلفاء راشدین کے دور میں قرآن مجید اور صاحب قرآن کے فرمان کو سپریم لا کی حیثیت حاصل تھی۔ شرعی عدالتوں میں عدل وانصاف کا دور دورہ تھا اگر کوئی شہری خلیفہ یا عامل کے خلاف عدالت میں فرد جرم عائد کرتا تو وہ ملزموں کی طرح عدالت میں حاضر ہوتا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ نصف کرہ ارض پر محیط اسلامی حکومت میں شہریوں کی عزت جان ومال کو تحفظ حاصل تھا۔ مخبر صادق ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد خلفاء راشدین کا طرز عمل مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عدالت میں پیش ہو کر رہتی دنیا تک شرعی قانون کی حکمرانی اور قانونی مساوات کا نمونہ پیش کر دیا۔

اہل مغرب میں عوام کے خود ساختہ آئین کو مقدس گائے کا درجہ حاصل ہے۔ جس میں انتظامیہ، عدلیہ، کے چناؤ، اختیارات اور برطرفی کا لائحہ عمل ہوتا ہے۔ عوام اس میں ردوبدل کا اختیار رکھتی ہیں آئین میں عوام کے منتخب نمائندوں اور ان کے لیڈر کو امتیازی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ آئین پاکستان کی رو سے کسی سربراہ کو، کسی بھی مقدمہ میں طلب نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اسے قیدیوں کی سزا کو معاف کرنے کا اختیار بھی حاصل ہوتا ہے۔ اس قسم کا خود ساختہ آئین خلفاء راشدین کے دور سے لے کر خلافت عثمانیہ تک کہیں رائج نہ تھا۔

آئین کا دائرہ کار چند معاملات تک محدود ہوتا ہے اس کے برعکس قرآن مجید جامع ضابطہ حیات ہے۔ جس میں سماجی، سیاسی، قانونی اور معاشی اور عمرانی مسائل کا حل موجود ہے۔ آئین میں جن امور سے متعلق لائحہ عمل وضع کیا جاتا ہے قرآن وسنت میں بدرجہ اتم راہ نما اصول موجود ہیں اس لیے قرآنی دستور آئین اور اس کا جز ہے۔

آئین پاکستان کی روشنی میں جماعتی موقف کی حمایت کرنا، فوزیہ کو حق حاصل تھا۔ لیکن اپنے نظریہ کی تائید کے لیے خلفاء راشدین کے نظام میں خامی تلاش کرنا احمقانہ فعل ضرور ہے لیکن قصوروار مسلم دانشور، مفکر اور علماء ہیں۔

جنہوں نے عوامی نظام کو اسلام کا لبادہ پہنایا جس کی بنیاد پر ایسے فلسفہ پر ہے کہ ارادہ عمومی فعل ووجدان کی بنیاد پر خیر وشر میں تمیز کر سکتا ہے اسے کسی آسمانی ہدایت کی ضرورت نہیں۔ مزید براں وہ بخوبی آگاہ ہیں کہ جمہوری حکومت میں قرآن وسنت میں مذکور امر بالمعروف نہی عن المنکر کے احکام کا نفاذ عوام کی منظوری کا محتاج ہوتا ہے۔ اس کے باوجود وہ اس نظام میں بھرپور حصہ لیتے ہیں اور عقل کے گھوڑے دوڑا کر اسے جہاد اکبر سے تشبیہ دیتے ہیں۔

توجہ طلب بات یہ ہے کہ اس طرح قرآن وسنت سے والہانہ عقیدت زبانی ہے یا عملی اہل علم کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ عورت سربراہ مقرر ہوئی تو علماء نے دلائل کی روشنی میں بھرپور مخالفت کی جبکہ مشرف دور حکومت میں انتخابات ہوئے تو متحدہ مجلس عمل نے اپنی بہو بیٹیوں کو غیر محرم مردوں کے روبرو اسمبلی میں بٹھا کر جواز مہیا کر دیا۔

لبرل طبقہ کی عورتیں پہلے جو جھجک کر حصہ لیتی تھیں۔ انہوں نے کھلی سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ اس کے برعکس عورتوں کو محرم رشتوں کے ہمراہ علیحدہ پردہ میں بیٹھ کر خطبہ جمعہ سننے کے لیے علماء کی مخالفت بدستور قائم ہے۔

قصوروار کون؟

عوام الناس یا وہ مفکر جو تضاد اور اہل مغرب کی اندھی تقلید کی پالیسی پر گامزن ہیں۔

☆……☆……☆

صراط مستقیم

اسحاق حقانی، مدرس جامعہ اہلحدیث لاہور

تمہارے پاس نور اور کتاب مبین آئی ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ اپنی رضا کی پیروی کرنے والے کو سلامتی کی راہ پر چلاتا ہے اور تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے، اپنے اذن سے اور ان کو صراط مستقیم دکھاتا ہے، آپ کتاب اور ایمان کے بارے میں نہیں جانتے تھے ہم نے اس کو نور بنایا، جس سے ہم جن کو چاہیں اپنے بندوں کو ہدایت دیتے ہیں اور بیشک آپ (ﷺ) صراط مستقیم کی راہنمائی کرتے ہیں۔ [سورۃ شوریٰ: ۵۲]

آپ فرمائیں کہ آؤ میں پڑھ کر سناؤں کہ تم پر تمہارے رب نے کیا حرام کیا ہے؟ اس کے ساتھ شرک نہیں کرنا، ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور اولاد کو قتل نہیں کرنا تنگ دستی سے۔ تمہارا اور ان کا رزق ہم دیتے ہیں اور ظاہر اور پوشیدہ بے حیائی کے پاس نہ جانا۔ جس جان کو اللہ نے حرام کیا قتل نہ کرنا مگر حق کے ساتھ، یہ تم کو نصیحت ہے اور عقل کرو۔ یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اچھے طریقے سے، یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔ ماپ تول پورا کرو، انصاف کے ساتھ۔ ہم کسی جان کو اسکی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتے۔ بات کرو تو انصاف کی، اگرچہ رشتہ دار ہو۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو پورا کرو۔ یہ تم کو نصیحت ہے تاکہ یاد رکھو۔ صراط مستقیم اور یہ میرا سیدھا راہ ہے، اسکی پیروی کرو، دوسرے راستوں پر نہ چلنا ورنہ اسکی راہ سے مختلف ہو جاؤ گے۔ [سورۃ انعام: ۱۵۳]

اگر وہ کریں جو ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو یہ بہتر اور ثابت قدمی کی راہ ہے اور اس وقت ہم ان کو اپنی طرف سے بہت اجر دیں اور ان کو صراط مستقیم دکھائیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو یہ انعام یافتہ انبیاء، صدیقین، شہدا اور نیک لوگوں کا ساتھ ہوگا اور یہ اچھی رفاقت ہے۔ [سورہ نساء: ۶۶ تا ۶۸]

جو ہدایت (سنت) واضح ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مومنین (صحابہ) کی راہ کے علاوہ پیروی کرے تو پھر ہم اس کو پھیر دیں گے، جدھر پھرتا ہے اور جہنم میں داخل کریں گے اور برا ٹھکانہ ہے۔ [سورۃ نساء: ۱۱۵]

اس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا اے کاش میں رسول کا راستہ اختیار کرتا۔ ہائے افسوس میں فلاں کو دوست نہ بناتا، اس نے مجھے ذکر (سنت) آنے کے بعد بہکا دیا اور شیطان انسان کو رسوا کرنے والا ہے۔ [سورہ فرقان: ۲۷-۲۹]

رسول کو ایک دوسرے کو پکارنے کی طرح (یا محمد) نہ پکارا کرو، تحقیق اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم میں سے پوشیدہ کھسک جاتے ہیں۔ پس ڈریں وہ لوگ جو آپ ﷺ کے حکم (فرمان) کی مخالفت کرتے ہیں کہ ان کو فتنہ یا دردناک عذاب پہنچے۔ [سورہ نور: ۶۳]

اور کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہے یہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے، اس کی طرف فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا جو اس کے ساتھ ڈراتا۔ [فرقان: ۷]

تیرے رب کی قسم نہیں مومن ہوں گے جب تک تجھے اپنے اختلاف میں حاکم نہ مانیں اور پھر تیرے فیصلہ پر اپنے نفسوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور اس کو مان لیں پس ماننا۔ [سورۃ نساء: ۶۵]

اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی دعوت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم تک پہنچاتا ہے۔ [سورۃ یونس: ۲۵]

بے شک ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار امت تھے، یکسو اور مشرکوں سے نہیں تھے۔ اس کے انعامات کے شکر کرنے والے ان کو اللہ نے چنا اور صراط مستقیم کی راہنمائی کی۔ [سورۃ النحل: ۱۲۱]

کہہ دو بے شک میرے رب نے میری صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کی ہے جو ملت ابراہیم کا سیدھا دین ہے جو یکسو تھے اور مشرکوں سے نہیں تھے۔ [سورہ انعام: ۱۶۱]

کہا انہوں نے اے ہماری قوم بیشک ہم نے کتاب سنی جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی اور اپنے سے پہلے کی تصدیق کرتی ہے حق کی طرف راستہ دکھاتی ہے اور سیدھے راستہ کی طرف۔ [الاحقاف: ۳۰]

آپ ﷺ کہہ دیں کہ مشرق و مغرب اللہ کا ہے جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی راہ دکھاتا ہے۔ [سورہ بقرہ: ۱۴۲]

جماعتی خبریں

مولانا حافظ عبدالغفار احسن کو صدمہ

دنیا ایک دارالامتحان اور ابتلاء کا نام ہے، یہاں کسی کو بھی بقاء نہیں۔ جو بھی اس دنیا میں آیا اپنے مقررہ وقت پر دارفانی سے دارالبقاء کی طرف رخصت ہوگیا۔ اسی طرح 29 جون 2010ء بروز منگل کو جامع مسجد اقصیٰ اہلحدیث نیو کرول بازار لاہور کے خطیب، ہردل عزیز محترم جناب حافظ عبدالغفار احسن کے والد گرامی بابا جی محمد رمضان اس دارفانی سے کوچ کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نیک سیرت، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ملنسار، مہمان نواز، خوش اخلاق انسان تھے مرحوم کے دو جنازے ادا کیے گئے۔ پہلی نماز جنازہ مولانا مسعود عالم محمدی نے پڑھائی۔ جبکہ دوسری نماز جنازہ حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پاکستان نے نہایت رقت آمیز انداز میں پڑھائی۔ نماز جنازہ میں "جامعہ اہلحدیث" اور "جامعہ رحمانیہ" کے طلباء اور ان دونوں اداروں کے اساتذہ کرام و دیگر افراد نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔

جن میں الشیخ عبدالغفور، شیخ الحدیث عبدالخالق سلفی، شیخ عبدالکریم ثاقب، قاری عنایت اللہ سلفی، حافظ عابد سلمان روپڑی، حافظ عبدالوحید روپڑی، مولانا اسحاق حقانی، مولانا امتیاز احمد، الشیخ شفیق الرحمان قاری فیاض احمد، مولانا شفیع انور، حافظ عبداللطیف، طارق محمود ڈوگر، عبدالرشید ساجد، قاری سیف اللہ ساجد، مولانا علی شیر حیدری، حافظ شہباز احمد اور جماعۃ الدعوۃ کھڈیاں خاص کے تمام ذمہ داران نے شرکت فرمائی۔ مولانا جابر حسین مدنی مدیر مرکز ندماء الاسلام رینالہ خورد اوکاڑہ نے فون پر حافظ صاحب سے تعزیت فرمائی اور مرحوم کی درجات بلندی کی دعا فرمائی۔ مرحوم نے اپنے سوگواران میں 7 بیٹے 2 بیٹیاں اور ایک بیوہ سوگوار چھوڑے ہیں۔

علماء و قارئین سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ مرحوم کے لیے خصوصی اوقات میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی قبر کو جنت کا باغیچہ بنائے اور ان کی نیک اولاد کو ہمیشہ ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

[شریک غم: وقار عظیم بھٹی، لاہور 0301-4002662]

الوداعی پروگرام

والد گرامی جناب ابوالقاسم رانا محمد جمیل خاں نے گورنمنٹ ہائی سکول سلانوالی سرگودھا میں ٹریننگ ورکشاپ برائے ای ایس ٹی ٹیچرز (مرد وخواتین) منعقدہ 24 مئی تا 16 جون 2010ء میں اٹھارہ اور بلاناغہ مارننگ اسمبلی میں باتفاق دروس قرآن وحدیث میں جملہ اساتذہ کرام سے خطاب کیا اس دوران آپ نے اسلام وایمان، توحید ورسالت اور دعوت و اصلاح کے مقدس موضوعات پر بیان کیا اور اساتذہ کرام کو ان کی منصبی ذمہ داریوں سے آگاہ فرمایا اور لیکچرز کے دوران انہیں مفید علمی وادبی باتوں سے آگاہ فرمایا۔ الوداعی پروگرام میں ٹریننرز پروفیسر ڈاکٹر محمد یعقوب اور پروفیسر حافظ محمد اسمٰعیل اور اساتذہ کرام میں سے محمد اسلم آگ منگا اور سیدہ حفیظہ سلطانہ نے آپ کے علمی کردار کی تعریف کی۔ نوجوان شاعر ادیب میاں اللہ بخش نے اپنے منظوم کلام میں آپ کے علمی مقام کو خوب خراج تحسین پیش کیا اور آپ کی مطبوعہ غیر مطبوعہ کتابوں کا جامع اور مختصر تعارف پیش کیا اور آپ کی کتب حاضرین کو دکھلائیں۔

آپ نے ایک روز قبل انگریزی زبان نہ جاننے اور نہ پڑھنے نہ پڑھانے کے باوجود انگریزی زبان میں آسان اور مختصر خطاب کیا اور خوب داد وصول کی اور ڈاکٹر محمد یعقوب نے آپ کو آکسفورڈ انگلش ڈکشنری مطبوعہ لندن تحفہ میں دی اور وہ آخری روز اپنے ساتھی کے ساتھ آپ کے مکتبہ کو دیکھنے کے لیے آپکے گھر تشریف لائے اور آپ نے اپنے الوداعی خطاب میں جملہ اساتذہ کرام اور ڈپٹی ہیڈ ماسٹر عصمت اللہ کا ان کے تعاون پر شکریہ ادا کیا۔ [رانا قاسم جمیل خاں 0306-6389889]

ضرورت رشتہ

1۔ راجپوت برادری کی دو لڑکیاں عمر تقریباً 18،22 سال، میٹرک پاس، درس نظامی پاس کے لیے ہم پلہ لڑکوں کا رشتہ درکار ہے۔

2۔ موچی برادری کی لڑکی عمر تقریباً 25 سال، دینی تعلیم سے آراستہ اور امور خانہ داری سے واقف کیلیے ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

رشتوں کا کام فی سبیل اللہ کیا جاتا ہے۔

[رابطہ: رانا میرج سینٹر، رائیونڈ۔ 0301-4435822]

دارالحدیث کے دو طلبہ کا اعزاز

مدرسہ دارالحدیث اوکاڑا میں شعبہ کتب، شعبہ حفظ میں باقاعدگی سے تعلیمی سلسلہ جاری ہے۔ الحمد اللہ شعبہ حفظ کے دو طلبہ ابوبکر سیف ولد محمد سیف اللہ، ابوبکر ولد مہر عباس نے گزشتہ ہفتہ 6 جون کو قرآن حفظ مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ان کے والدین نے اس بابرکت موقع پر ایک تقریب کا اہتمام کیا۔

جس میں حفاظ نے اپنا آخری سبق شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی، مولانا یحییٰ علی نصیر کو سنایا اور شیخ الحدیث صاحب نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ سب بچوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے اور والدین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور معاونین کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آخر میں شیرینی سے حاضرین کی پرتکلف تواضع کی گئی۔ اپنے بچوں کو حفظ القرآن کے لیے دارالحدیث میں داخل کروائیں۔ مڈل پاس طلبہ کو دینی علوم کے ساتھ عصری علوم کی تیاری جاری ہے۔ [الداعی الی الخیر: عبداللہ یوسف ناظم دارالحدیث ساہیوال روڈ اوکاڑا 044-2521460]

وفاق المدارس السلفیہ کے وفد کی دارالحدیث میں آمد

وفاق کی جانب سے مورخہ 23 مئی بروز اتوار بوقت نماز ظہر ایک وفد جناب ڈاکٹر عبدالغفور راشد ناظم طبع وتالیف مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان اور مولانا حافظ محمد عبداللہ کلیم امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع اوکاڑہ، دارالحدیث اوکاڑہ میں تشریف لائے۔ حسب پروگرام نماز ظہر کے بعد جملہ اساتذہ وطلبہ کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا عبدالرشید ارشد ہزاروی شیخ الحدیث منعقد ہوا۔ مختصر حمد وثناء کے بعد مولانا حافظ عبداللہ کلیم نے دینی تعلیم سے متعلق طلبہ سے خطاب کیا اور دارالحدیث سے اپنی وابستگی کا ذکر کیا کہ وہ بھی اسی ادارہ سے فیض یافتہ ہیں۔ ان کے بعد ڈاکٹر عبدالغفور راشد نے تاریخ کے حوالہ سے مسلمانوں کی عظمت وقوت کا تذکرہ کرتے ہوئے موجودہ دور میں طلبہ کو ان کی ذمہ داری سے آگاہ کیا اور کہا کہ انہیں آج کے دور کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے کس قدر محنت کی ضرورت ہے۔ آخر میں شیخ الحدیث نے دعائے خیر فرمائی۔

[عبداللہ یوسف ناظم دارالحدیث ساہیوال روڈ اوکاڑا 044-2521460]

طلبہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کا اعزاز

یہ تمام جماعتی حلقوں میں یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے دو ہونہار طالب علم ارشاد الحسن، ابرار اور ہاشم یزمانی کا مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب میں (ایم اے) ماجستر میں داخلہ ہو گیا ہے۔ ان دونوں نے بی اے آنرز میں اعلیٰ پوزیشنیں حاصل کیں اور مقابلہ کے امتحان میں نمایاں حیثیت سے پاس ہوئے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو مزید کامیابی عطا فرمائے۔ جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ، اساتذہ اور طلبہ ان کی کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ [ادارہ جامعہ سلفیہ]

دعائے صحت اور رکنیت سازی مہم

شیخ الحدیث مولانا معین الدین لکھوی سابقہ ایم این اے، اور رئیس الجامعہ علوم اثریہ جہلم حافظ عبدالحمید عامر نائب مرکزی امیر جمعیت اہل حدیث ان دنوں صاحب فراش ہیں، قارئین سے درخواست ہے کہ ان بزرگوں کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو مکمل صحت کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ مزید ان سے دین اسلام کا کام لے۔

بعدازاں جناب ڈاکٹر فیض احمد بھٹی نے مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کی رکنیت سازی مہم کے بارے میں جماعتی کارکنان کو بریف کیا۔ رکنیت سازی کو کامیاب کرنے کے لیے مختلف تجاویز پیش کیں اور جماعت سے وابستہ ہونے کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا آخر میں خصوصی دعا کی گئی۔

اظہار افسوس

مرکزی جمعیت اہلحدیث یوتھ فورس ٹی کنگن پور کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت قاری عبدالمجید خادم نے کی۔ جبکہ مہمان خصوصی ڈاکٹر فیض احمد بھٹی فاضل مدینہ یونیورسٹی آف جہلم تھے۔ شیخ الحدیث جامعہ علوم اثریہ جہلم، مولانا احمد علی، شیخ الحدیث حافظ عبدالرشید گوہڑوی، مورخ اہلحدیث مولانا اسحٰق بھٹی کے داماد جناب محمد علی، پروفیسر مطیع الرحمٰن ودیگر جماعتی ساتھیوں نے مولوی بشیر احمد کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔

اجلاس میں قاری نصیر احمد، سعید احمد ہاشمی، قاری عبدالرشید، محمد حنیف قریشی، محمد جاوید اقبال ظہیر، مولانا ابراہیم عابد رجب سلیم شاکر، اشفاق احمد بھٹی کے علاوہ دیگر جماعتی احباب نے شرکت کی۔ اور دعا کی کہ اللہ پاک مرحوم کی دینی وجماعتی خدمات کو قبول فرمائے اور جنت میں جگہ نصیب کرے۔

[رجب سلیم شاکر پریس سیکرٹری اہلحدیث یوتھ فورس ٹی کنگن پور]

☆..........☆..........☆

تحریک دعوتِ توحید پاکستان کے سہ ماہی پروگرام دسمبر 2009 تا مارچ 2010 (50 پروگرام)

اہلحدیث تنظیمات سے وابستہ حضرات اپنے اپنے نظم اور منصب پر رہتے ہوئے ہمارے نیٹ ورک کے ساتھ بھی منسلک ہوں تاکہ منظم طریقہ کے ساتھ شرک کے خلاف رائے عامہ بیدار کرنے کے ساتھ مساجد سے باہر بھی توحید وسنت کو پھیلایا جائے۔ قائدین سے گزارش ہے کہ کارکنان کو تحریک کے ساتھ وابستہ ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

تاریخ	دن	مقام
02/12/09	بدھ	بعد نماز عشاء۔ جلسہ مرکزی مسجد اہلحدیث آرائیانوالہ کنگن پور
04/12/09	جمعہ	بعد نماز عشاء۔ جلسہ مسجد اہلحدیث میر محمد ضلع قصور
10/12/09	جمعرات	بعد نماز عشاء۔ کانفرنس ٹاؤن شپ لاہور
11/12/09	جمعہ	بعد نماز عشاء۔ جلسہ محمدی مسجد رضا آباد فیصل آباد
15/12/09	منگل	بعد نماز عشاء۔ جلسہ کھٹیانہ نزد مرید کے
18/12/09	جمعہ	بعد نماز عشاء۔ جلسہ محمدی مسجد فیصل آباد
20/12/09	اتوار	بعد نماز مغرب۔ کانفرنس پارک پاکپتن
23/12/09	بدھ	بعد نماز عشاء۔ کانفرنس کارخانہ بازار فیصل آباد
25/12/09	جمعہ	خطبہ جمعۃ المبارک دار الحدیث اوکاڑہ
25/12/09	جمعہ	بعد نماز مغرب۔ درس مسجد اہلحدیث اختر آباد ضلع قصور
26/12/09	ہفتہ	بعد نماز مغرب۔ درس مسجد قاری احمد علی نزد گرجاکھ گوجرانوالہ
02/01/10	ہفتہ	بعد نماز عشاء۔ درس مسجد حافظ انعام اللہ صاحب گجرات شہر
03/01/10	اتوار	بعد نماز مغرب۔ کانفرنس مسجد اہلحدیث پرانی منڈی پتوکی قصور
09/01/10	ہفتہ	بعد نماز مغرب۔ درس مسجد اہلحدیث فاروق آباد
16/01/10	ہفتہ	بعد نماز عشاء۔ درس مسجد قدس گوجرانوالہ
17/01/10	اتوار	بعد نماز ظہر۔ درس مسجد نسیم التوحید اقبال ٹاؤن لاہور
19/01/10	منگل	بعد نماز ظہر۔ اجتماع طلبہ جامعہ ابی بکر کراچی
19/01/10	منگل	بعد نماز عصر۔ درس جامعہ ستاریہ کراچی
20/01/10	بدھ	بعد نماز ظہر۔ درس جامعہ دراسات کراچی
21/01/10	جمعرات	بعد نماز عشاء۔ درس جامعہ ابوبکر علامہ ارشد صاحب والی
22/01/10	جمعہ	خطبہ جمعہ۔ موتی مسجد علامہ مفتی یوسف قصوری صاحب والی
23/01/10	ہفتہ	بعد نماز ظہر۔ درس مسجد مولانا احمد مجاہد رحیم یار خاں
23/01/10	ہفتہ	بعد نماز عصر۔ درس مرکزی مسجد اہلحدیث کوٹ سمابہ رحیم یار خاں
23/01/10	ہفتہ	بعد نماز مغرب۔ درس جامعہ محمدیہ خانپور
24/01/10	اتوار	بعد نماز عشاء۔ درس مسجد اہلحدیث لیاقت پور نزد گھر حافظ اسلم صاحب
31/01/10	اتوار	بعد نماز عصر۔ سنگ بنیاد مسجد اہلحدیث شکر گڑھ شہر
01/02/10	پیر	بعد نماز عشاء۔ جلسہ مسجد اہلحدیث نزد اسٹیشن نارنگ منڈی
04/02/10	جمعرات	بعد نماز عصر۔ جلسہ مرکزی مسجد فیروز وٹواں
06/02/10	ہفتہ	بعد نماز ظہر۔ جلسہ مدرسہ للبنات بیگم کوٹ لاہور
19/02/10	جمعہ	بعد نماز عشاء۔ جلسہ مسجد اہلحدیث بھریاں نزد نوشہرہ ورکاں
20/02/10	ہفتہ	بعد نماز مغرب۔ درس مسجد اہلحدیث مولانا ڈاکٹر منظور احمد مرالی والا
23/02/10	منگل	بعد نماز مغرب۔ درس مسجد اہلحدیث طارق کالونی ساہیوال
23/02/10	منگل	جلسہ مسجد عائشہ پاکپتن شہر
25/02/10	جمعرات	بعد نماز عشاء۔ درس جامعہ محمدیہ حق بازار اوکاڑہ
26/02/10	جمعہ	بعد نماز عشاء۔ کانفرنس مسجد توحید تاجپورہ لاہور
27/02/10	ہفتہ	مسجد ابوہریرہ داروغے والا لاہور
28/02/10	اتوار	بعد نماز عشاء۔ کانفرنس گھوڑ دوڑ روڈ گوجرانوالہ
01/03/10	پیر	بعد نماز عشاء۔ جلسہ دیپالپور شہر
05/03/10	جمعہ	خطبہ جمعہ۔ مرکزی مسجد کلروالی ضلع مظفر گڑھ
06/03/10	ہفتہ	قبل نماز ظہر۔ درس جامعہ کوٹ ادو
07/03/10	اتوار	بعد نماز عشاء۔ جلسہ مرکزی مسجد اہلحدیث چوک سرور شہید
08/03/10	پیر	جلسہ مسجد اہلحدیث وسن پورہ لاہور
10/03/10	بدھ	بعد نماز عشاء۔ جلسہ مرکزی مسجد اہلحدیث فیروز وٹواں
12/03/10	جمعہ	بعد نماز مغرب۔ درس سنگ بنیاد مسجد اہلحدیث بھمبڑوال پتوکی قصور
14/03/10	اتوار	کانفرنس مسجد جافظ طیب صاحب لاج پت روڈ لاہور
15/03/10	پیر	بعد نماز عشاء۔ جلسہ مرکزی مسجد اہلحدیث کماہاں لاہور
20/03/10	ہفتہ	بعد نماز عشاء۔ کانفرنس غنہ طور مرید کے
24/03/10	بدھ	بعد نماز عشاء۔ جلسہ محمود بوٹی لاہور
25/03/10	جمعرات	بعد نماز عشاء۔ کھڈیاں کانفرنس ضلع قصور
27/03/10	ہفتہ	جلسہ مسجد اہلحدیث سکیم موڑ لاہور

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
C.P.L - 104